# عالمِ اسلام کے منتخب معاصر اجتہادی اداروں کا جائزہ

## A review of selected contemporary ijtihadi institutions of the world of Islam

**Dr. Haq Nawaz**
The Orator, Religious Affairs Branch, DHA Lahore
Email: drhaqnawaaz@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0001-9925-9658

**ABSTRACT**

During the reign of the Rashidun Caliphs, the areas under the rule of Muslims began to increase. When people started becoming Muslims in droves, the Sahaba kram (raziyallahu anhu )felt the need to establish centers of jurisprudence. Seven centers were established in Makkah, Medina, Kufa, Basra, Syria, Egypt and Yemen. In today's age, the Ijtihad institutions of the Islamic world are a continuation of the effort that the Companions worked hard for. In these institutions, under the supervision of major jurists, contemporary problems are solved in the form of collective ijtihad. These institutions have their existence and important place in the Arab o Ajam world. The sub-continent is also not behind other regions in this important work. Important ijtihadi institutions in the subcontinent are performing their duties with great effort. While the main purpose of these institutions is to guide the Ummah correctly, it is also to protect the religion from wishful thinking and wrong interpretations. The best minds of the Ummah are spending their minds in Ijtihadi efforts.

**Key words:** Quran , sunnat, Ijtihad, Effort, ancient, contemporary, jurists

اس مضمون میں خلفائے راشدین و مابعد ادوار کے چیدہ چیدہ اور چنیدہ اجتہادی اداروں کا تعارف پیش کیا جائے گا۔ جس میں ابتدائے اسلام کے اداروں کے ساتھ ساتھ بیسویں صدی کے عالم اسلام کے اہم اداروں اور برصغیر پاک وہند اہم اداروں کا تعارف اور کارہائے نمایاں پیش کئے جائیں گے۔

## مبحث اول: ابتدائے اسلام کے اہم اجتہادی ادارے

خلافت راشدہ اور مابعد اسلامی فتوحات ہوئیں تو مسلمان کے زیر حکمرانی علاقوں میں اضافہ کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھنا شروع ہوگئی۔ لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ رب تعالیٰ کا فرمان عالیشان کی تکمیل ہونے لگی جو قرآن پاک میں فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا [1]

تو مسلمانوں نے ضرورت محسوس کی کہ فقہ وافتاء کے مراکز قائم کئے جائیں جس سے لوگ بھرپور استفادہ کریں جن میں اہم ترین سات مراکز قائم ہوئے وہ تھے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر اور یمن۔

1. ہجرت کے پہلے سال سے شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک یعنی 35ھ تک مدینہ منورہ کو عظیم الشان مرکزی حیثیت حاصل رہی اس وقت بڑے کبار صحابہ مثلاً خلفائے راشدین، عبادلہ اربعہ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت زین بن ثابت مدینہ منورہ کے اکابر اصحاب فتوٰی تھے۔ اس کے علاوہ تابعین میں حضرت عروہ بن زیدؒ، حضرت سعید بن مسیبؒ مخزومی، امام ذین العابدینؒ، محمد بن سلم بن شہاب زہریؒ، نافع موسیٰ ابن عمر امام باقر اور امام جعفر صادق وغیرہ بڑے حضرات تھے جو حدیث وفقہ میں خوب مہارت رکھتے تھے۔
2. فتح مکہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کچھ عرصے کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں مفتی اور معلم مقرر فرمایا پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی زندگی کا آخری حصہ وہیں گزارا اہل مکہ ان سے خوب مستفید ہوئے۔ تابعین میں حضرت مجاہد بن جبیر، عکرمہ موسیٰ ابن عباس، عطا بن ابی رباح اور عبدالعزیز بن محمد رحمھم اللہ معروف اہل فتوٰی تابعین ہیں۔
3. کوفہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم، مفتی اور وزیر مقرر کرکے بھیجا وہ دس سال کوفہ میں رہے وہاں کے لوگوں نے خوب استفادہ کیا پھر حضرت علی نے خلیفہ بننے کے بعد (35ھ تا 40ھ) کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی لوگوں نے خوب استفادہ کیا اس لئے کوفہ کے مجتہدین اور مفتیوں کی بڑی تعداد تھی جن میں چند کے نام یہ ہیں۔ فقہیہ عراق علقمہ بن قیس نخعی، مسروق بن اجدم، عبیدہ بن عمرو بن شرجیل ابراہیم بن یزید نجعی، قاضی کوفہ شریح بن الحارث کندی اور اسود بن یزید نخعی رحمھم اللہ علیہم اجمعین۔
4. بصرہ کے مجتہدین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بڑے نام ہیں ان کے بعد صحابہ کرام کے شاگرد تابعین مسند فقہ وافتاء پر فائز ہوئے ان میں معروف یہ ہیں۔ ابو العالیہ رفیع بن مہران، فقیہ بصرہ ابو الشعشاء جابر بن یزید حسن بن ابوالحسن بصری، محمد بن سیرین، قتادہ بن دعامہ سندوجی رحمھم اللہ۔
5. شام میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں کچھ عرصے کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو معلم اور مفتی کی حثیت سے شام بھیجا تھا اس کے بعد تابعین میں معروف نام یہ ہیں۔ عبدالرحمان بن غنم، ابو ادریس خولانی، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور مکحول بن سلمٰہ، یہ سب حضرات کبار صحابہ کرام کے شاگرد تھے۔

6. مصر کے علاقہ کے مفتی عبد اللہ بن عمرو بن عاص تھے ان کے بعد تابعین میں مفتی مصر ابو الخیر مرشد بن عبد اللہ اور مفتی مصر یزید بن ابی حبیب نے زیادہ شہرت حاصل کی ہے۔

7. یمن کو فقہ افتاء کے مشہور مراکز میں نمایاں حیثیت حاصل ہے خود رسول اللہ ﷺ نے کچھ عرصہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو امیر معلم، قاضی اور مفتی بنا کر بھیجا تابعین میں مقدمین طاؤس بن کسان، قاضی یمن بن منبہ اور یحیٰ بن ابی کثیر نے شہرت حاصل کی۔

صحابہ کرام نے اس قدر خوبصورتی سے نبی اکرم ﷺ کی علمی وراثت پوری دنیا تک پہنچائی کہ رہتی دنیا تک یہ امت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مرھون منت رہے گی۔ امت نے اسی روش کو آگے بڑھایا اور تمام ادوار میں اس وقت کے تقاضوں کے مطابق اجتہادی مساعی ہوتی رہیں۔ ان سات مراکز میں آگے چل کر دو ادارے اور مراکز بہت اہمیت اختیار کر گئے ایک کوفہ جو کہ امام ابو حنیفہؒ کا مرکز فقہ بنا۔ دوسرا مدینہ جو کہ امام مالکؒ کی علمی و اجتہادی درسگاہ بنا۔[2] صحابہ کرام نے اسی روایت کا تسلسل برقرار رکھتے ہوئے عصر حاضر میں بھی اجتہادی ادارے وجود میں آئے۔ اب عالم اسلام کے چند منتخب معاصر اجتہادی اداروں کا تذکرہ کیا جائے گا جو کہ دور جدید کے مسائل حل کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

## مبحث دوم: عالم اسلام کے چند منتخب معاصر اجتہادی ادارے

## 1۔ ہیئۃ کبار العلماء۔ الریاض (سعودی عرب، 1971 - تاحال)

ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب میں جید علماء کا ایک اہم ترین ادارہ ہے جس میں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ علماء حکومت اور دیگر اداروں کے سوالات کا جواب دیتے ہیں اس ادارے کی معاونت کے لئے "اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء" قائم کی گئی یہ تنظیم سرکاری آرڈر پر 8 رجب 1391ء کو قائم ہوئی۔[3] اس ادارے کا اصل مقصد حکومت کی جانب سے ارسال کردہ مسائل کے بارے شرعی رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف دینی مسائل کے بارے شرعی احکام پیش کرنا کہ حکومت ان کی روشنی میں فیصلے اور احکام صادر کر سکے۔

### ہیئۃ کبار العلماء کی امتیازی خصوصیات

1. ہیئۃ کبار العلماء اور للجنۃ الدائمۃ صرف مشاورتی ادارے نہیں، بلکہ تنقیدی ادارے بھی ہیں جن کی سفارشات پر حکومت قانون سازی کرتی ہے۔

2. ان اداروں میں صرف سعودی علماء ہی نہیں، بلکہ غیر سعودی علماء بھی شامل ہو سکتے ہیں بشر طیکہ حکومت ان کی کار کردگی اور علمی قابلیت سے مطمئن ہو۔
3. ہیئۃ کبار العلماء کی حیثیت حکومت کے اہم ادارے کی ہے جس کے ذریعے وہ اپنے مسائل کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں حاصل کرتی ہے۔
4. حکومت کی طرف سے پوچھے گئے بہت سے مسائل ایسے ہیں، جن پر "ہیئۃ" کی سفارشات کی روشنی میں حکومت نے قانون سازی کی۔

## 2۔اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (1971ء-تاحال)

شاہی فرمان کے ذریعے 1391ھ / 1971ء میں جید علماء پر مشتمل یہ مجلس تشکیل دی گئی اس مجلس کی ایک مستقل ذیلی کمیٹی مقرر کی گئی۔ شاہی فرمان میں اس کمیٹی کا نام اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء تجویز کیا گیا۔ اس کے صدر اور ارکان کے ناموں کا اعلان، بحوث علمیہ اور افتاء کے سربراہ کے مشورے سے شاہی فرمان کے ذریعے کیا جاتا ہے پہلے مرحلے میں ان علماء کو کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا۔

1۔الشیخ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم آل شیخ (صدر)

2۔الشیخ عبدالرزاق عفیفی عطیہ (نائب صدر)

3۔الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الغدیان (رکن)

4۔الشیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع (رکن)

الشیخ ابراہیم بن محمد 1395ھ میں وزیر عدل مقرر کر دیے گئے، اور الشیخ عبدالعزیز بن عند اللہ بن باز کو لجنۃ کا صدر مقرر کیا گیا۔ 1397ھ میں الشیخ عبداللہ بن حسن بن قعود کو لجنۃ کا رکن مقرر کیا گیا۔ 1412ھ میں الشیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ آل شیخ میں الشیخ صالح بن فوزان الفوزان لجنۃ کے رکن مقرر کئے گئے۔ اور 1413ھ الشیخ بکر بن عبداللہ ابوزید رکن مقرر کئے گئے۔ الشیخ ابن باز کے انتقال کے بعد الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ کو مفتی عام اور لجنۃ کا صدر مقرر کیا گیا شاہی فرمان کے ذریعے لجنۃ کا لائحہ عمل مرتب کر دیا گیا۔ لائحہ عمل کے مطابق لجنۃ اس وقت تک کوئی فتوٰی جاری نہیں کر سکتی جب تک اس پر ارکان کی اکثریت فیصلہ نہ دے دے۔ بشر طیکہ فتوٰی دینے والے ارکان کی تعداد تین سے کم نہ ہو۔ اگر دونوں جانب کی آراء برابر ہوں تو جس طرف صدر مجلس کی رائے ہو گی وہ فیصلہ دیا جائے گا۔[4]

**نتائج اور فتاوٰی کے انداز:** ان فتاوٰی کے انداز بحث کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ:

1. فتاوی میں اصل بنیاد قرآن وسنت ہے اور اس کی تفسیر و تاویل کے لئے اہل علم کی آراء سے استفادہ کیا جاتا ہے۔
2. امت کے تمام ائمہ کرام کی آراء سے کسی مسلکی تفریق کے بغیر فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور ان کے دلائل سے بحث کی جاتی ہے۔
3. کسی ایک مسلک یا مذہب کا اتباع نہیں کیا جاتا، بلکہ دلیل کی بنیاد پر رائے دی جاتی ہے۔
4. جدید مسائل میں ان کے قدیم نظائر سے استفادہ کیا جاتا ہے۔
5. جدید مسائل میں فنی ماہرین اور متخصص افراد اور اداروں کی آراء سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔
6. مسائل کے حل میں آسانی اور دین کے اصل مقاصد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔
7. تمام مقالات میں وضاحت تدریج مختلف نکات میں تقسیم، دلائل سے بحث اور اصل مصادر کی طرف رجوع کرنا جیسے نمایاں امور نظر آتے ہیں۔
8. اکثر مسائل میں تمام ارکان کا متفقہ، مؤقف سامنے آتا ہے اور اختلاف کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے۔
9. مسائل کے بارے میں آزادانہ ماحول میں حل پیش کیا جاتا ہے کسی قسم کا دباؤ نظر نہیں آتا۔
10. عہد حاضر کے مسائل میں احتیاط کا پہلو غالب رہتا ہے۔

ان تمام فتاوی میں یہ پہلو قابل قدر ہے کہ یہ مسائل حکومت کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اور ہیئۃ کی طرف سے تجویز کردہ حل کو نافذ کیا جاتا ہے۔ مزید برآں یہ فتاوی تمام شرعی عدالتوں میں قابل قبول ہوتے ہیں۔

### ہیئۃ کبار العلماء کے فیصلوں کی نشر و اشاعت

ہیئۃ کبار العلماء کے فیصلوں اور ممبران علماء کی طرف سے پیش کئے جانے والے مقالہ جات کی اشاعت کے لئے اب تک ابحاث ہیئۃ کبار العلماء کے نام سے کئی ایک جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ایسی طرح "ہیئۃ کبار العلماء" کے "ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء" کے ماتحت سہ ماہی "مجلۃ البحوث الاسلامیہ" جس کے رئیس التحریر د۔ محمد بن سعد الشویعر ہیں بھی ہیئۃ کے اجلاس میں پیش کئے جانے والے تحقیقی مقالے وفیصلے اور "الجنۃ الدائمہ للبحوث العلمیۃ والافتاء" کے تحقیقی مقالے اور فیصلے شائع ہوتے ہیں۔ "فتاوی اللجنۃ الدائمہ للبحوث العلمیۃ والافتاء" سترہ ضخیم جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ جس کے ایڈیٹر الشیخ احمد بن عبد الرزاق الدرویش ہیں۔۔[5]

## 3۔ المجمع الفقہی الاسلامی، مکہ مکرمہ (1977ء-تاحال)

المجمع الفقہی الاسلامی ایک فقہی اور اجتہادی ادارہ ہے جو کہ رابطہ عالم اسلامی کی ایک مستقل شاخ ہے امت مسلمہ کے منتخب شدہ جید علماء کرام وفقہاء کرام کا مجموعہ ہے۔[6] یہ امت مسلمہ کے علماء کرام اور فقہاء پر مشتمل، رابطہ عالم اسلامی کے فریم ورک میں، ایک مستقل اسلامی علمی ادارہ ہے جو کہ 1977ء کو وقوع پذیر ہوا۔[7] اس ادارے نے تاسیس سے ہی جدید فقہی مسائل کے حل کے لئے خدمات سر انجام دی ہیں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

نے اجتہادی بصیرت رکھنے والے بڑے علماء وفقہاء کو دنیا کے مختلف ممالک سے جمع کیا ایک علمی مجلس کا اہتمام کیا تا کہ نئے پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل معلوم کیا جاسکے اور امت مسلمہ کی اس ضرورت کو پورا کیا جائے سب سے پہلے رجب 1383ھ مختلف ممالک کے فقہاء کا بوڈ تشکیل دیا۔[8] چنانچہ 1385ھ میں مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل کمیٹی تشکیل پائی۔

صدر: سماحۃ الشیخ محمد بن براہیم آل شیخ مفتی عام سعودی عرب، ارکان: مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، مولانا ابو الا علی مودودی، شیخ محمد علی، شیخ محمد محمود صواف، شیخ محمد فاضل بن عاشور، شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ۔

اس کمیٹی نے ذی الحجہ 1393ھ میں اپنی رپوٹ پیش کی جس کی روشنی میں میٹنگ نے ایک قرارداد پاس کر کے دس ارکان پر مشتمل باضابطہ کمیٹی کا بورڈ تشکیل دیا۔ ان کے نام یہ ہیں:

1۔ مولانا ابو الا علی مودودی 2۔ شیخ ابو بکر جومی 3۔ شیخ حسنین محمد مخلوف 4۔ شیخ عبد اللہ بن محمد بن حمید 5۔ شیخ علال فاسی 6۔ شیخ منصور مجوب 7۔ شیخ محمد بن علی حرکان 8۔ شیخ محمد شاذلی بن قاضی النیفر 9۔ شیخ محمد محمود صواف 10۔ محمد رشیدی۔ جس کے بعد باقاعدہ المجمع الفقہی الاسلامی کے نام سے ادارہ قائم کر دیا گیا جس میں قرآن وحدیث، فقہ، لغت، تاریخ، سماجیات، اقتصادیات کے ماہرین پر مشتمل ایک جماعت کو شامل کیا گیا اور بارہ ممالک (اردن، انڈونیشیا، پاکستان، تیونس، الجزائر، سعودیہ، عراق، لبنان، مصر، موریطانیہ، نائجیریا، ہندوستان) کو نمائندگی دی گئی۔

## مجمع کے مقاصد

1. تمام دنیا میں اسلام کو پیش آنے والے جدید فقہی و قانونی مسائل اور مشکلات کا معتبر مصادر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جواب اور حل معلوم کرنا۔
2. وضعی قوانین پر فقہ اسلامی کی برتری ثابت کرنا اور ملت اسلامیہ کو پیش آنے والے مسائل کے حل میں شریعت اسلامیہ کی صلاحیت کا ثبوت بہم پہنچانا۔
3. اسلامی فقہی مجلّات میں علمی بحثوں کی حوصلہ افزائی وترغیب۔
4. قابل اعتماد اور ثقہ فقہ اکیڈمیوں کے جدید فقہی فیصلوں کی اشاعت۔
5. اسلامی فقہی ورثہ کی اشاعت وترویج اور عصری زبانوں میں اس کی اشاعت۔
6. احکام شریعت اسلامیہ پر کئے جانے والے گمراہ کن نظریات کی بیخ کنی ورد۔[9]

یہ ایک اجتہادی ادارہ ہے جس میں بڑے فقہاء آپس میں بڑے بڑے مسائل پر مباحثہ کر کے امت کے لئے تجدیدی مساعی کرتے ہوئے مسائل کا حل نکالتے ہیں۔

## 4۔ مجمع الفقہ الاسلامی جدہ(OIC)1981ء-تاحال

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) کے 1981ء کے ایک فیصلے کے نتیجے میں قائم ہوا اسکا مقصد مسلم امہ کو درپیش مسائل کا اجتماعی تحقیقی و شرعی حل تلاش کرنا ہے۔[10] اس مجمع میں تمام اسلامی ممالک کو نمائندگی حاصل ہے۔ ملک کے ماہرین فقہ اور دینی علام میں تحقیقی تجربات رکھنے والے افراد اس کے اجلاسوں میں شرکت کرتے ہیں۔ اس کے ممبران دو طرح کے ہوتے ہیں:

1۔ حکومتوں کے نامزدگان 2۔ مجمع کے منتخب ارکان

پہلی قسم کے افراد کا انتخاب حکومت کرتی ہے ان کے نامزد افراد ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسری قسم کے ارکان علماء و فقہاء اور ماہرین علوم اسلامیہ ہوتے ہیں ان افراد کا انتخاب مجلس کے ارکان کرتے ہیں ان میں جامعات و یونیورسٹیز کے اساتذہ اسلامی اداروں کے محققین اسلامی فقہی اداروں کے نمائندگان اور عصری علوم کے ماہرین ہوتے ہیں۔ علامہ یوسف القرضاوی ڈاکٹر وہبہ رخیلی، ڈاکٹر عبد الکریم زیدان مفتی تقی عثمانی، ڈاکٹر محمد ادیب صالح اور ڈاکٹر طٰہ جابر العلوانی جیسی شخصیات اس کے ممبر ہیں اسی طرح اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کو بھی اس مجمع میں نمائندگی حاصل ہے۔[11] مجمع اپنی فقہی آراء اپنے فتاویٰ میں بنیادی طور پر فقہی ورثے پر انحصار کرتا ہے اور فقہی روایات کا احترام و پابندی کسی مخصوص مسلک کے تابع رہ کر نہیں کرتا مجمع کے چند اہم فیصلے درج ذیل ہیں۔

1. مجمع کی رائے میں بینک کے ہر طرح کے منافع سود کے زمرے میں آتے ہیں۔
2. مجمع نے اپنی فقہی سفارشات میں اسلامی بینکوں کے معاملات اور اسالیب سرمایہ کاری پر گفتگو کی ہے ایک فتویٰ میں اس نے بینکوں میں رائج المرابحہ لآمر بالشراء کو ایک جائز شرعی معاملہ قرار دیا ہے تاہم مجمع کے خیال میں بیع مرابحہ کو سودی قرض کے حصول کا ذریعہ ہونا چاہیے۔
3. مجمع نے عقد استصناع اور عقد سلیم کی معاصر تطبیقات پر بھی گفتگو کی ہے۔
4. مجمع نے بیع مؤجل اور اشیاء کی اقساط پر اپنی رائے دی ہے۔
5. کرنسی نوٹوں اور زر نقدی کو مجمع نے ثمنیت میں سونے چاندی کی مانند کہا ہے۔
6. مجمع کی رائے میں تجارتی کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت جائز ہے۔

اس کے علاوہ مجمع نے ٹیسٹ ٹیوب بے بی، خاندانی منصوبہ بندی، انسانی اعضاء کی پیوند کاری، کلوننگ اور ایڈز سے ہونے والے امور پر اپنی رائے دی ہے۔[12] دیگر اہم امور جو سامنے آتے ہیں ان پر مشاورت اور سفارشات مرتب کرنا بھی اس مجمع کی ترجیحات میں شامل ہے۔

## 5۔یورپین مجلس برائے افتاء و تحقیق(1989ء-تاحال)

دور جدید کے جدید مسائل کو حل کرنے کا یہ اہم ترین ادارہ ہے جسکی صدارت علامہ یوسف القرضاوی کرتے رہے ہیں۔اب تک متعدد یورپی ممالک کی اسلامی تنظیمیں اس کی رکن بن چکی ہیں یہ کونسل مغرب کے مختلف ممالک میں اپنے اجلاس منعقد کرتی ہے اور جدید مسائل پر اپنا نقطہ نظر فتوٰی یا فیصلہ کی صورت میں صادر کرتی ہے۔

### انتخاب اراکین سے متعلق پالیسی

علوم شرعیہ میں مہارت، عربی زبان سے واقفیت،جدید مسائل کا فہم اسکے علاوہ رکن کا یورپ میں رہائش پزیر ہونا بھی ضروری ہے۔تاہم یورپ کا رہائشی نہ ہونے کی صورت میں مجلس اگر چاہے تو سادہ اکثریت کے ووٹوں سے اسے رکن بنا سکتی ہے تاہم اسے ووٹ کا حق نہیں ہو گا مجلس،اراکین کا انتخاب کرتے وقت اس بات کا اہتمام کرتی ہے کہ مختلف فقہی مذاہب کی نمائندگی ہو نیز یورپی خطے میں مقیم اہم مسلم اقلیات کے علماء مجلس میں شریک ہوں۔

### فتوٰی کے مصادر و طریقہ کار

بنیادی مصادر قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔مختلف فیہ مصادر میں مصالح مرسلہ، عرف، سد الذرائع اور مذہب صحابی سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے بشر طیکہ وہ شرائط ملحوظ رہیں جو ان استدلال کرنے والوں نے مقرر کی ہیں فتاوٰی صادر کرتے وقت مذاہب ائمہ اربعہ اور دوسرے مذاہب کے فقہی ورثہ سے پورا استفادہ کیا جائے گا اور مقاصد شریعت سے قریب مضبوط دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا۔مجوزہ فتاوٰی اسی صورت صادر کیا جاتا ہے جب حاضرین اجلاس اس پر اجماع کرلیں یا اس کو دو تہائی اکثریت و تائید مل جائے۔اختلاف رائے کرنے والوں کو مؤقف پیش کرنے کی اجازت ہوتی ہے مگر اس کا مؤقف شائع نہیں کیا جاتا۔کسی ایک رکن کو مجلس کے نام پر فتوٰی شائع کرنے کی اجازت نہیں تاہم شخصی فتوٰی صادر کیا جاسکتا ہے۔[13]

### اصدار شدہ فتاوٰی

اب تک صادر شدہ فتاوٰی کے دو مجموعے جاری کئے گیے ہیں جن کی تعداد بالترتیب 43 اور 37 ہے۔ان میں غیر مسلم ممالک میں رہائش و شہریت کا حصول،شہریت کے حصول کے لئے عارضی دستاویز شادی،غیر محرم کے ساتھ سفر،سودی قرض سے غیر مسلم علاقہ میں مکانات کی تعمیر،خواتین کا عمداً یا مجبوراً تیراکی سیکھنا اور ایسے ہوٹلوں میں ملازمت جہاں حرام کھانے پکتے ہوں،جیسے مسائل شامل ہیں[14]۔

## مبحث سوم: برصغیر کے اجتہادی ادارے

برصغیر میں اجتماعی غور فکر کے سلسلے کی ابتدائی کڑی تو فتاوٰی عالمگیری ہے جس کی اہمیت آج بھی مسلم ہے۔ تقسیم ہند کے بعد موجود ہندوستان میں ایک ادارہ بہت اہم ہے جو کہ اجتہاد کے حوالہ سے بہت فعال بھی ہے۔ جبکہ دو پاکستانی ادارے بھی اس حوالہ سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ گویا کہ کل تین اداروں کا تعارف و کارہائے نمایاں پیش کئے جائیں گے۔ وہ تین ادارے یہ ہیں۔

1۔اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

2۔اسلامی نظریاتی کونسل

3۔وفاقی شرعی عدالت

اب ان تینوں اداروں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

### 1۔اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی انڈیا

اگر یوں کہا جائے تو بے جا نا ہو گا کہ یہ ادارہ برصغیر میں اجتماعی اجتہاد کا سب سے بڑا ادارہ ہے اسکی بنیاد 1989 میں مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے رکھی۔[15] اس اکیڈمی کا طریقہ کار یہ ہے کہ سب سے پہلے زیر بحث موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس موضوع سے متعلق سوالات اور قابل بحث نکات کو اکیڈمی کے سیکریٹریز میں سے کوئی ایک مرتب کرتا ہے، پھر اکیڈمی کے تمام ارکان انتظامی اس سوال نامہ پر غور و فکر کر کے مزید تنقیحات و ترمیمات کے ساتھ حتمی شکل دیتے ہیں اور پھر یہ سوال نامہ اندرون ملک اور بیرون ملک اہل علم کی طرف ارسال کر دیا جاتا ہے۔

اگر مسئلہ مبحوثہ کسی خاص فنی موضوع سے متعلق ہے تو اس فن کے ماہرین سے اس مسئلہ پر مقالات لکھوا کر اہل علم کی کی طرف ارسال کر دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کی روشنی میں مسئلہ پر تفصیلی غور و فکر کر سکیں پھر اہل علم و فکر کی خدمت میں دعوت نامے ارسال کئے جاتے ہیں۔ موصول ہونے والے مقالات، ان کے دلائل، استشہاد و استدلالات وغیرہ کو تلخیصاً لکھ دیا جاتا ہے یہ کام اکیڈمی ہی کے ذمہ ہے یہ تلخیصات سیمینار کے موقع پر تمام شرکاء میں تقسیم کر دی جاتیں ہیں۔ موضوع مبحوثہ کے مختلف پہلوؤں کے لئے مقالات کی موضوعی کیفیت سامنے رکھتے ہوئے کسی ایک شریک مجلس کو بطور عارض مقرر کر لیا جاتا ہے وہ موضوع کے متعلق دلائل کا تذکرہ کر کے کسی ایک وجہ کے دلائل ترجیح ذکر کرتا ہے پھر اہل علم اپنے اپنے مقالات، دیگر شرکاءِ مقالات کی تلخیص اور عارض کی بحث کو سامنے رکھتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں۔ تمام شرکاء کو بحث کی اجازت ہے اس کے لئے وقت دیا جاتا ہے یہ بحث بھی ریکارڈ کر لی جاتی ہے ایک صاحب علم اس کے لئے متعین کئے گئے ہیں کہ وہ مباحثہ کے اہم نکات نوٹ کر لیں۔ کسی فنی

موضوع کے متعلقہ ماہرین بھی شریک ہوتے ہیں مگر حکم شرعیکے بارے میں انہیں رائے دینے کی اجازت نہیں پھر اس مباحثہ کی روشنی میں تجاویز مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنادی جاتی ہے اس کمیٹی کی تجاویز تمام شرکاء مجلس کے سامنے نشست میں رکھ دی جاتی ہیں، کل اتفاق ہو جائے تو وہ بھی نوٹ کر لیا جاتا ہے اگر اصحاب علم اختلاف کریں تو متفقین اور مختلفین کے اسماء گرامی نوٹ کر لئے جاتے ہیں اور پھر اس طرح ان تجاویز کو طبع کر دیا جاتا ہے۔[16]

## اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

پاکستان کے پہلے آئین (1956) میں یہ بات واضح کی گئی کہ پاکستان میں کوئی ایسا قانون وضع نہ کیا جائے گا جو قرآن وسنت کے منافی ہو۔ موجودہ قوانین کو بھی قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔[17] 1958ء میں جنرل محمد ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا 1962ء میں جب نیا آئین آیا تو اس میں دفعہ 199 کے تحت ایک مشاورتی کونسل کی تشکیل کا فیصلہ ہوا اور اسے اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل کا نام دیا گیا۔ اس کونسل کو ذمہ داری سونپی گئی کہ تمام مروجہ قوانین کا جائزہ لے کر انہیں قرآن وسنت کے تقاضوں کے مطابق بنایا جائے یہ فیصلہ ہوا کہ یہ کونسل کم از کم بیس افراد پر مشتمل ہو گی اور اس کے مطابق درج ذیل مقرر ہوئے۔

1. پارلیمینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے سفارشات تیار کرنا تاکہ پاکستان کے مسلمان اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کو ہر لحاظ سے اسلام کے مطابق ڈھال سکیں۔
2. موجودہ قوانین کا جائزہ لے کر ایسے اقدامات کے لئے سفارشات کرنا کہ یہ اسلامی قوانین کے مطابق ہو جائیں۔
3. احکام اسلام کو ایسی مناسب شکل میں ترتیب دینا تاکہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیاں اسپر قانون سازی کر سکیں۔

کونسل کے لئے لازم ہے کہ صدر، گورنر، کسی ایوان یا صوبائی اسمبلی کی طرف سے بغرض رہنمائی بھیجے گئے استفسار پر پندرہ دنوں میں مطلع کرے کہ جواب کے لئے کتنی مدت درکار ہو گی لیکن قانون سازی کا عمل کونسل کے جواب سے مشروط نہیں، اسی آرٹیکل کی ایک ذیلی شق میں کہا گیا ہے کہ مفاد عامہ کو ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو کونسل کے جواب کے بغیر بھی قانون سازی کی جا سکتی ہے بحیثیت مجموعی کونسل کا وجود مشاورتی سے زیادہ نہیں، صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی اس کی سفارش پر عمل کی پابند نہیں تاہم سیاسی سطح پر کونسل کا وجود افادیت سے خالی نہیں۔ گزشتہ 31،30 برسوں میں کونسل نے قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کا کام معتدبہ کر لیا کونسل کی رپوٹیں افادہ عام کے لئے شائع نہیں کی جاتیں۔ یہ صرف سرکاری استعمال کے لئے ہیں بعض رپوٹوں پر "صیغہ راز" درج ہوتا ہے۔[18]

### کونسل کی ہیئت

دستور پاکستان 1973ء کے نویں حصے میں درج ہے۔

1. ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ مختلف مکاتب فکر کے افراد شامل ہوں۔
2. کم از کم دو افراد سپریم کورٹ کے یا ہائی کورٹ کے موجودہ جج ہوں یا رہ چکے ہوں۔
3. کم از کم چار افراد ایسے ہوں جو اسلامی تحقیق یا تدریس میں پندرہ سالہ تجربہ رکھتے ہوں۔4۔ کم از کم ایک خاتون کی رکنیت یقینی ہو گی۔[19]

**کونسل کے فرائض منصبی:** آئین کی دفعہ 230 کے تحت کونسل کی ذمہ داری درج ذیل چار امور کی انجام دہی ہے۔

1. یہ کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔
2. یہ کہ کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی موجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں؟
3. یہ کہ ایسی تدابیر کی سفارش کرنا جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جاسکے، نیز ان مراحل کی نشاندہی کرنا جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لایا جاسکے۔
4. یہ کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جاسکے[20]

ان سخت شرائط کا مقصد یہ تھا کہ اجتہاد صحیح طریقے پر کیا جاسکے آج بھی اس کونسل کی سفارشات کی شرعی معاملات میں بہت اہمیت ہے اسی کی روشنی میں سفارش پر شرعی قوانین کا نفاذ ہوتا ہے نئے مسائل کو حکومت ان سے مشاورت اور فیصلے کے بعد نافذ کرتی ہے۔

## 3۔وفاقی شرعی عدالت

فیڈرل شریعت کورٹ کا 26 مئی 1980 کو قیام ہوا اس کے لئے ہر ہائیکورٹ سے ایک جج لیا گیا۔اس کا چیئر مین سپریم کورٹ کے جج کے مرتبے کا ایک جج مقرر کیا گیا۔ پھر 1981ء میں ایک ترمیم کے ذریعے اس عدالت کی تشکیل میں جو اہم تبدیلیاں کی گئیں ان میں ایک تبدیلی یہ تھی کہ تین ممتاز علماء کو اس عدالت کا جج بنایا گیا یہ علماء جج ہائیکورٹ کے ججوں کے برابر حقوق رکھتے تھے۔

**وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات**

دستور پاکستان کے حصہ ہفتم باب سوم آرٹیکل 1203 کی رو سے عدالت کو تین قسم کے اختیارات حاصل ہیں۔

1. اصل اختیارات سماعت: عدالت یا تو خود اپنی تحریک پر یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کی درخواست پر جائزہ لے سکے گی کہ کوئی قانون اسلام کے احکامات سے متصادم تو نہیں۔ خلاف ورزی کی صورت میں عدالت صدر یا گورنر کو ہدایت جاری کرے گی۔
2. اختیار اپیل: عدالت اپنے دیے ہوئے فیصلے پر یا صادر کردہ کسی حکم پر نظر ثانی کا اختیار رکھتی ہے۔
3. عدالت عظمیٰ کو اپیل: اس عدالت کا فیصلہ عدالت عالیہ اور اس کے ماتحت عدالتوں کے لئے واجب العمل ہے۔ اگر وفاقی شرعی عدالت کے کسی فیصلے کے خلاف اپیل دائر نہیں ہوئی یا دائر تو ہوئی اور شریعت اپیلیٹ بنچ نے شریعت کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا ہو تو شریعت کورٹ کا یہ فیصلہ سپریم کورٹ پر بھی قابل پابندی ہے۔

**مشیران فقہ:** وفاقی شرعی عدالت کی معاونت کے لئے قرآن وسنت کے ماہر کسی شخص کی بطور مشیر فقہ تقرری عدالت کے ذمہ داری ہے جو قرآن وسنت کی تعبیر و تشریح اور اسلامی احکامات کی تخریج کر کے عدالت میں پیش کرے۔ عدالت نے مذکورہ آرٹیکل کی روشنی میں مشیران فقہ کی فہرست تیار کر رکھی ہے جس میں ہر مکتبہ فکر کے علماء شامل ہیں۔

**شعبہ تحقیق:** عدالت میں مستقل بنیادوں پر باقاعدہ ایک ریسرچ سیل بھی موجود ہے شعبہ تحقیق کا سربراہ سینئر ریسرچ ایڈوائزر ہوتا ہے اس کے علاوہ ایک ریسرچ ایڈوائزر آفیسر عدالت کی معاونت کرتے ہیں یہ تمام حضرات قرآن وسنت وفقہ کے ماہر ہوتے ہیں۔[21] وفاقی شرعی عدالت کسی خاص مسلک کی پابند نہیں کرتی۔ اپنے فیصلوں میں عدالت نے ہر مسلک کی رائے اور دلائل کو اہمیت دی ہے۔ عدالت نے اپنے متعدد فیصلوں میں اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کہ قانون کے پہلے بنیادی ذرائع قرآن وسنت ہی ہیں۔ زیر تنازعہ مسئلے کے حل کے لئے قرآن سے آیت کو تلاش کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ مناسب حدیث بھی تلاش کی جاتی ہے پھر آیات کی تعبیر و تشریح رسول پاک ﷺ کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ اور عصری تقاضوں کی روشنی میں تمام مفتیان کرام کی آراء و دلائل کا جائزہ لے کر معانی کا تعین کیا جاتا ہے۔ استحسان، عرف، مصالح، مرسلہ اور دیگر اسالیب اجتہاد سے بھی مدد لی جاتی ہے۔[22]

یہ عالم اسلام کے چند چنیدہ اور منتخب کردہ اجتہادی اداروں کا تعارف پیش کیا گیا ہے اس کے علاوہ دیگر بھی بہت سے اہم ادرے ہیں جو اجتہادی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جو کہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ امت نے کبھی اجتہاد سے منہ نہیں موڑا۔ یہ بات الزام کے سوا کچھ نہیں کہ امت نے مکمل طور پر اجتہاد کا دروازہ بند

کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر صحابہ کرام اور بعد کے ادوار میں حتی کہ عصر حاضر میں بھی اجتہادی مساعی ہو رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مجتہد اور اجتہاد کی شرائط سخت کر دی گئیں تا کہ ہر ایک اس میں طبع آزمائی کر کے دین میں غلط روش قائم نہ کر سکے اور دین خواہش پرستی اور غلط تاویلات اور طرق سے محفوظ رہے۔ امت کے بہترین ازہان ہر دور میں اجتہادی کوششیں کرتے رہے ہیں۔

## حوالہ جات

[1] -الفتح 28:48

Al-Fath 28:48

[2] - محمد اسحٰق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ** (لاہور: کتاب سرائے، 2009ء)، 28-31۔

Muhammad Ishaq Bhatti, Jurisprudence in the Subcontinent (Lahore: Kitab Sarai, 2009), 28.31.

[3] ۔ **فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ** (ریاض: ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء، الادارۃ العامۃ، الطبعۃ الثالثۃ، 1410ء)، 27:1

Fatwas of the Standing Committee for Scientific Research (Riyadh: Al-adarat Al-bahut al-Alamiya and Afta, Al-Adarat Al-Ama, Al-Tabbat al-3ha, 1410 A.D.), 27:1

[4] - **ایضا**، 27:1۔

Ibid:27:1

[5] ۔ الطاف حسین لنگڑیال، **عہد حاضر میں اجماع کے انعقاد کی عملی صورتیں**، مقالہ پی ایچ ڈی، یونیورسٹی آف پنجاب، قائد اعظم کیمپس مقالہ نگار: ، نگران مقالہ پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد منصوری، سیشن 2008-2003۔ ص: 274-275۔

Altaf Hussain Langriyal, Practical Forms of Consensus Formation in the Present Covenant, Ph.D. Dissertation, University of Punjab, Quaid-e-Azam Campus, Dissertation Supervisor: Prof. Dr. Shabir Ahmad Mansoori, Session 2003-2008. Pg: 274-275-

[6] - **التعریف باالمجمع الاسلامی بمکہ المکرمہ**، (مکہ مکرمہ: رابطہ العالم الاسلامی، سؤال 1424ھ)، 9

Introducing the Islamic Council of Makkah Al-Mukarramah, (Makkah Makramah: Association of the Islamic World, Question 1424 AH), 9

[7] https://www.themwl.org/ur/node/34237

[8] - **التعریف باالمجمع الاسلامی بمکہ المکرمہ**، (مکہ مکرمہ: رابطہ العالم الاسلامی، سؤال 1423ھ)، 7-11

Introducing the Islamic Council of Makkah Al-Mukarramah, (Makkah Makramah: The Association of the Islamic World, Question 1423 AH), 7.11.

[9] - ایضا: 12-14۔

Ibid:12-14

[10] - **الاجتہاد و الجماعی و اہمیتہ، فی مواجھۃ مشکلات العصر**، 18۔

Ijtihad, collective effort and its importance in confronting the problems of the age, 18

11 - فقہ کی تشکیل جدید میں اجتماعی اجتہاد کا کردار75-76۔

The role of collective ijtihad in modern formation of jurisprudence 75.76
Khalid Saifullah Rahmani, Islamic Jurisprudence Academy India, its approach to solving new problems, methods and services, including collective ijtihad, 192-193.

12 - ایضا:91-94۔

Ibid:91-94

13 -یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق، مشمولہ اجتماعی اجتہاد، ص321-323-

European Council for Ifta and Research, Including Collective Ijtihad, pp. 321-323.

14 - ایضا، ص322-323۔

Ibid: 322-323.

15 -خالد سیف اللہ رحمانی، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نئے مسائل کے حل کے سلسلہ میں اس کا نقطہ نظر طریق کار اور خدمات، مشمولہ اجتماعی اجتہاد، 91۔

Khalid Saifullah Rahmani, Islamic Jurisprudence Academy India, its approach to solving new problems, methods and services, including collective ijtihad, 91.

16 -خالد سیف اللہ رحمانی، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نئے مسائل کے حل کے سلسلہ میں اس کا نقطہ نظر طریق کار اور خدمات، مشمولہ اجتماعی اجتہاد، 192-193۔

Ibid:192-193

17 - آئین پاکستان، 1973 مع جدید تراجیم 2005 دفعہ:2 صف246۔

Constitution of Pakistan, 1973 with modern translations 2005 Section: 2 Row 246.

18 ۔ شہزاد اقبال شام، اجتماعی اجتہاد، اسلامی نظریاتی کونسل اور اس کا منہج مشمولہ اجتماعی اجتہاد، 207-208

Shahzad Iqbal Sham, Collective Ijtihad, Council of Islamic Ideology and its contents, Collective Ijtihad, 207-208

19 - ایضا، 216۔

Ibid:216.

20 ۔ آئین پاکستان، 1973، مع جدید ترامیم، 2005، دفعہ 230(1) ص202۔

Constitution of Pakistan, 1973, with modern amendments, 2005, Section 230(1) p. 202.

21 محمد مطیع الرحمٰن، وفاقی شرعی عدالت اور اجتماعی اجتہاد مشولہ اجتماعی اجتہاد، 259-262۔

Muhammad Muti-ur-Rahman, Federal Shariah Court and Collective Ijtihad of Collective Ijtihad, 259-262.

22 وفاقی شرعی عدالت، 272-278۔

Federal Sharia Court, 272.278.